اسلام اور حیوانات

*امان اللہ

ABSTRACT

Islam is a religion, which leads us in every sphere of life. The relation, good treatment and dealing among human beings is an important and a constant trail/topic of Islam. Similarly the relation of humans with animals is also aimportant subject of Islam. Animals have an eternal and constant contect with human beings. Islam has given a special guidance to play this relationship in humble way. Which animal, are lawful and which are forbidden.Which areas are taken into account while taking advantage of them? What are their rights, which animals are to be killed, and which animals are forbidden to be killed.

Islam has even taken into consideration the rights of cat, frog, and even bee. All the religions and civilizations of the world are unable to offer such a brilliant concept about animals.

Keywords: Foreign Policy, Realism, Liberalism, Anarchy, Power politics, National Interest, Democratic states, Values.

اسلام ایک کامل اور فطری دین ہے۔ اسلام کے لفظ میں سلامتی اور امن کا مفہوم پوشیدہ ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو مسلمان کے نام سے مخاطب کرتا ہے۔

هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (۱)

وہی (اللہ) نے آپکا نام مسلمان رکھا ہے۔

مسلمان کسے کہتے ہیں۔ ایک حدیث میں مسلمان کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ (۲)

مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور زبان کے شر سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔

گویا مسلمان اپنے عقیدے اور نظریئے کی رو سے ایک بے ضرر انسان ہے۔ مسلمان مثبت سوچ کا حامل انسان ہے۔ ایک مسلمان کے لیے ایک منفی قدم اٹھانا گناہ ہے۔ بسا اوقات یہ گناہ کبیرہ بن جاتا ہے اور کبھی گناہ صغیرہ۔

اس لیے ایک مسلمان کے لیے ایک منفی سرگرمی اختیار کرنا، ناجائز ہے۔

---

* معلم عربی گورنمنٹ ہائی سکول چینہ زیارت

گزشتہ کئی سالوں سے عالم کفر کے پروپیگنڈہ کی بدولت اسلام کا ایک غلط تصور نشر ہوا ہے۔

ایک غیر مسلم کے لیے اسلام اور مسلمان، کا تعارف ایک جنگجو اور خونخوار کے طور پر ہوا ہے۔ کفری دنیا کبھی خود کو جانوروں کا ہمدرد کہہ کر اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اور کبھی اسلام کو دنیا کے انسانوں کا دشمن قرار دے کر اپنے پروپیگنڈے کو مختلف انداز میں اپ ڈیٹ کرتا رہتا ہے۔

زیر نظر مضمون میں ہم حیوانات کے حوالے سے اسلامی نقطہ نظر کی وضاحت کرنے کی کوشش کریں گے۔

مخلوقات عالم میں انسان کی تقدس مقدم ہے:

اسلام ایک واضح اور راہ نما دین ہے۔ اسلام مخلوقات عالم میں انسان کو فضیلت کا شرف عطا کرتا ہے۔ اور باقی تمام مخلوقات بشمول کائنات کو انسان کے فائدہ کی چیز قرار دیتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ (۳)

اور ہم نے بنی آدم کو شرافت و کرامت سے نوازا ہے۔

ارشاد ربانی ہے: لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (۴)

اور بے شک ہم نے انسان کو ایک خوبصورت پیرائے میں پیدا کیا ہے۔

ایک اور مقام پر انسانی عظمت و شرافت اس طرح بیان فرمایا ہے۔

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (۵)

بے شک میں زمین (انسان کو) اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔

اللہ کی عظمت اور شان و شوکت پر دنیا کی تمام اسمانی مذاہب متفق ہے۔ وہ عظیم اور برتر ذات اپنے مخلوق میں سے کسی کو اپنا نائب قرار دے۔ تو اس نائب مخلوق (انسان) کی عظمت و شرافت میں کوئی شک ہی باقی نہیں رہتا۔

اللہ تعالیٰ نے دیگر حیوانات و مخلوقات کو انسانی فائدے اور خدمت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اب اگر یہ انسان ان حیوانات اور دیگر مخلوقات کا خود خادم بنیں۔ان کی خدمت بجا لائیے۔ انکے سامنے سجدہ ریز ہو۔شرافت انسانی کو چھوڑ کر شرافت حیوانی میں گرفتار ہو جائے۔ تو ایسا انسان بلا شک و شبہ حیوان سے بھی بدتر ہے۔ قرآن کریم نے ایسے نادان انسانوں کے متعلق اپنا تبصرہ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

اور ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں پر ان سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ بالکل چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بھٹکے ہوئے۔ یہی وہ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں[۶]

قرآن کریم میں جانوروں کی تخلیق کا مقصد:

قرآن کریم میں انسان کی مقصد تخلیق اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اسکی اطاعت قراردی۔

ارشاد ربانی ہے:

اور ہم نے جن و انس کی پیدائش اس لیے کی ہے تاکہ وہ میری عبادت کریں۔[۷]

اسی طرح قرآن کریم نے حیوانات کی تخلیق کا مقصد بھی بیان فرمایا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

اور اللہ نے تمہارے ہی فائدے کے لیے جانور پیدا فرمائے ہیں۔ جن میں تمہارے لیے سردی سے حفاظت کا سامان بھی، اور دوسرے منافع اوراُسی سے تم کھاتے بھی ہو۔[۸]

پس جانوروں کو بطور سواری، استعمال کرنا، ان کے چمڑے و دیگر اعضاء سے پوشاک و دیگر ضروریات کی چیزیں بنانا، اور انہیں ذبح کرکے انہیں بطور خوراک استعمال کرنا انسانوں کےلیے نہ صرف جائز بلکہ ضروری اور لازمی ہے۔ آج کے اِس جدید دور میں بھی حیوانات سے استفادہ نہ کرنے کا کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا۔

حیوانات کی تقسیم:

سائنسی علم کی رُو سے حیوانات کی دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱ فقری حیوانات (Vertebrates)

۲ غیر فقری حیوانات (Invertebrates)

فقری حیوانات سے مراد جو ریڑھ ہڈی والے ہو اور انہیں مہرئیہ بھی کہتے ہیں۔

غیر فقری حیوانات سے مراد ایسے جانور جس میں ریڑھ کی ہڈی نہ ہو۔

پھر ان دونوں قسموں کی الگ الگ قسمیں ہیں۔ جانوروں کی جسمانی ساخت اور اُن کی مطالعہ و تحقیق کے لیے یہ تقسیم صحیح ہے۔

لیکن اسلامی نقطہ نگاہ سے حیوانات کی ایک الگ تقسیم ہے وہ تقسیم پاکیزہ و طیب کا ہے، حلال و حرام کی تقسیم ہے، مردار و نجس کا ہے۔

اسلام پاکیزہ دین ہے۔ اور اپنے ماننے والوں کو پاکیزگی اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

مومن پاکیزہ اور طیب زندگی گزارتا ہے۔ جبکہ غیر مومن غیرپاکیزہ زندگی کو ترجیح دیتا ہے۔

اسلام، جانوروں کو دوسری اقسم میں تقسیم کرتا ہے۔

۱ حلال جانور

۲ حرام جانور

اسلامی نظریہ حلت و حرمت:

اسلام سے پہلے دنیا جاہلانہ تصور کی تابع تھی۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں خودساختہ اور توہمانہ نظریات رائج تھے۔ اس لیے زندگی کے تمام شعبوں میں افراط و تفریط نمایاں تھیں۔

مثلاً اُس وقت مزوکیت مذہب تھا۔ جن کے ہاں ہر چیز جائز تھی۔ یہاں تک کہ انسانی عزت اور حرمت بھی۔

عربوں نے ایک الگ دنیا بسائی تھی۔ ان کے ہاں شراب نوشی قتل اولاد، عورتوں سے بدسلوکی جیسے قبیح افعال نہ صرف جائز تھے بلکہ باعث عزت و افتخار سمجھے جاتے تھے

دوسری طرف انہوں نے کھیت چوپائے، جیسی پاکیزہ چیزیں اپنےاوپر حرام کرلی تھی۔ اور یہ خودساختہ نظریہ حرمت، اللہ کی طرف منسوب کرلی تھی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انکی افتراء پردازی کی ان الفاظ میں مذمت بیان فرمائی ہے۔

> اور اپنے خیال سے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ چارپائے اور کھیتی منع ہے اسے اس شخص کے سوا جسے ہم چاہیں کوئی نہ کھائے اور(بعض)چارپائے ایسے ہیں کہ ان کی پیٹھ پر چڑھنا منع کر دیا گیا ہے اور بعض مویشی ایسے ہیں جن پر(ذبح کرتے وقت)خدا کا نام نہیں لیتے سب خدا پر جھوٹ ہے وہ عنقریب ان کو ان کے جھوٹ کا بدلہ دے گا۔[9]

مشرکین مکہ کی خودساختہ تصور تحلیل و تحریم، میں بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام جیسے چوپائے حرام سمجھے جاتے تھے۔

> اللہ نے کسی جانور کو نہ بحیرہ بنانا طے کیا ہے، نہ سائبہ، نہ وصیلہ اور نہ حامی لیکن جن لوگوں نے کفر اپنایا ہوا ہے وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، اور ان میں سے اکثر لوگوں کو صحیح سمجھ نہیں ہے۔[۱۰]

مولانا مودودی رحمتہ اللہ نے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کی وضاحت و تفسیر اس طرح کی ہے۔

بحیرہ:

مشرکین مکہ اُس اُونٹی کو کہتے تھے۔ جو پانچ بچے جن چکی ہو، اور آخری بار ان کے ہاں نر بچہ پیدا ہوا ہو۔ تو اس کا کان چیر کر اسے آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا۔ پھر نہ کوئی اس پر سوار ہوتا، اور نہ اس کا دودھ پیا جاتا، اور نہ اُس سے ذبح کیا جاتا۔

سائبہ:

اُس اونٹ یا اونٹنی کو کہتے تھے جسے کسی منت کے پورے ہونے یا کسی بیماری سے شفاپانے پر بطور شکرانہ پن کردیا گیا ہو۔

وصیلہ:

اگر بکری کا پہلا بچہ نر ہوتا تو وہ (مختلف) خداؤں کے نام پر ذبح کردیا جاتا۔

حام:

> "اگر کسی اونٹ کا پوتا، سواری دینے کے قابل ہوجاتا تو اُس بوڑھے اونٹ کو آزاد کردیا جاتا، اور کسی اونٹ کے نطفے سے دس بچے پیدا ہوتے۔ تو انہیں بھی آزاد چھوڑ دیا جاتا۔"[۱۱]

یہود و نصاریٰ نے تحلیل و تحریم کے اختیارات اپنے علماء و صوفیاء کو دیے تھے۔ چنانچہ ان کا حلال و حرام، ان کے علما کے فتوں اور ان کے صوفیاء کے مزاجوں پر مبنی ہوتا۔ قرآن کریم نے ان کی اس مشرکانہ رویئے کی شدید مذمت کی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ[۱۲]

ترجمہ: انہوں نے اللہ کی بجائے اپنے احبار (یعنی یہودی علما) اور راہبوں (یعنی عیسائی درویشوں) کو خدا بنا لیا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی۔

حلت و حرمت کا اسلامی تصور:

اسلامی نقطہ نگاہ سے حلال و حرام کا حق صرف اللہ کو حاصل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات کا مالک اور معبود برحق ہے، اور اللہ کے اذن سے اس کے رسول کو حلت و حرمت کا اختیار ہے۔ جس کی حیثیت بھی وحی ربانی کی ہے۔ اس کے علاوہ کسی بھی عالم، پیشوا، پیر اور فقیر کو حلال و حرام کے معیارات مقرر کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اور جن چیزوں کے بارے میں تمہاری زبانیں جھوٹی باتیں بناتی ہیں، ان کے بارے میں یہ مت کہا کرو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ حرام ہے، کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم اللہ پر جھوٹا بہتان باندھو گے۔ یقین جانو کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے۔[۱۳]

علامہ یوسف قرضاوی صاحب لکھتے ہیں،

”حلت و حرمت کا اختیار اللہ وحدہ ہی کو ہے۔ ور وہ اپنی کتاب یا رسول کی زبانی لوگوں کو حلال و حرام سے آگاہ کرتا رہتا ہے۔ اور فقہاء کا کام اسے زیادہ اور کچھ نہیں۔ کہ وہ اِس حلت اور حرمت کو بیان کریں۔ شریعت سازی ان کا کام نہیں“[۱۴]

اشیاء کی حلت و حرمت:

اشیاء کی حلت و حرمت کی باب میں قرآن کریم نے انسانی نفسیات کے مطابق ایک عام اور خوبصورت قاعدہ و کلیہ بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

يَآأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا[۱۵]

اے لوگوں ان اشیاء میں سے کھاؤ جو زمین میں طیب اور حلال ہے۔

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ[۱۶]

وہ (نبی اکرمؐ) ان کے لیے پاکیزہ اشیاء حلال قرار دیتا ہے اور خبیث اشیا کو حرام قرار دیا ہے۔

پس ہر طیب اور پاکیزہ چیز پاک اور حلال ہے۔ مثلاً شہد، انڈہ، پھل و فروٹ اور مختلف قسم کی سبزیاں وغیرہ۔

مودودی صاحب لکھتے ہیں،

حلت و حرمت کی قانون میں شریعت نے صرف اس بات کو ملحوظ نہیں رکھا، کہ حرام چیزوں کے طبی لحاظ سے جسم انسانی پر کیا مفید یا مضر اثرات پڑتے ہیں۔ اگر ایسی بات ہوتی تو سب سے پہلے سنکھیا اور دوسرے زہروں کا نام لیا جاتا، بلکہ زیادہ تر اس بات کو ملحوظ رکھا ہے کہ ان حرام اشیاء کے انسان کے اخلاق پر کیسے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

یہ ضروری نہیں جو چیز اللہ نے حرام رکھی ہوئی ہو۔ اس کی حکمت بہرحال انسان کو سمجھ آجائے[۱۷]

حلت کے بارے میں قرآن کریم نے قدیم تصورت کی کھلی نفی کی ہے اور تمام طیب چیزوں کی حلت کا اعلان کیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کون سی چیزیں حلال ہیں ؟ کہہ دو کہ: تمہارے لیے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں۔اور جن شکاری جانوروں کو تم نے اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق سکھا سکھا کر (شکار کے لیے) سدھا لیا ہو، وہ جس جانور کو (شکار کر کے) تمہارے لیے روک رکھیں، اس میں سے تم کھا سکتے ہو، اور اس پر اللہ کا نام لیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔[۱۸]

مولانا مودودی آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

قدیم نظریہ یہ تھا کہ سب کچھ حرام ہے، بجز اس کے جس سے حلال ٹھہرایا جائے۔ قرآن نے اس کے برعکس یہ اُصول مقرر کردیا کہ سب کچھ حلال ہے، بجز اس کے جس کی حدیث کی تصیح کردی جائے یہ ایک بہت بڑی اصلاح تھی۔ جس نے انسانی زندگی کو بندشوں سے آزاد کرکے دنیا کی وسعتوں کا دروازہ اِس کے لیے کھول دیا۔"[۱۹]

ایک حدیث میں مزید وضاحت اس طرح کی گئی ہے۔

> سلمانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے گھی، پنیر اور پوستین (چمڑے کا لباس) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: حلال وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کردیا، اور حرام وہ ہے، جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کردیا اور جس چیز کے بارے میں وہ خاموش رہا وہ اس قبیل سے ہے جسے اللہ نے معاف کردیا ہے۔[۲۰]

قرآن کا حرام کردہ جانور:

حلال اور حرام کی بحث میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں درج ذیل احکامات سے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

> تم پر مردار جانور اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور حرام کردیا گیا ہے جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو اور وہ جو گلا گھٹنے سے مرا ہو، اور جسے چوٹ مار کر ہلاک کیا گیا ہو، اور جو اوپر سے گر کر مرا ہو۔ اور جسے کسی جانور نے سینگ مار کر ہلاک کیا ہو، اور جسے کسی درندے نے کھالیا ہو[۲۱]

قرآن کے مطابق ہ طیب چیز حلال اور خبیث چیز حرام ہے۔

ارشاد ہوتا ہے،

> اے لوگو! زمین میں جو حلال پاکیزہ چیزیں ہیں وہ کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، یقین جانو کہ وہ تمہارے لیے ایک کھلا دشمن ہے[۲۲]

خبیث اشیاء کی پہچان:

شیخ بسامؒ نے خباثت کی پہچان کے متعلق فرماتے ہیں۔

ا۔ جس کی خباثت واضح اور معروف ہو۔ جیسے سانپ، چوہیا، بچھو اور مختلف قسم کے کیڑے مکوڑے۔

۲۔ جس کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے نص بیان کی ہو۔ کہ فلاں جانور خبیث ہے۔ مثلاً گھریلو گدھے وغیرہ۔

۳۔ یا جس سے ناجائز طریقے پر ذبح کیا گیا ہو۔ جیسے غیر اللہ کے نام پر ذبح وغیرہ۔[۲۳]

حدیث میں مذکور حرام جانور:

احادیث قرآن کریم کی شرح و تفسیر ہے۔ حدیث میں ایک اور کلیہ و قاعدہ سے حلال و حرام جانوروں کی پہچان ہوتی ہے۔

ارشاد رسول ﷺ ہے کہ ہر چیڑ پھاڑ دینے والا درندہ اور ہر پنجے والا پرندہ کھانا حرام ہے۔[۲۴]

دھاڑ والے جانور اور پنجے والے پرندوں کو بطور خوراک استعمال کرنا حرام ہے۔

جلالہ جانور: جلالہ جانور کا گوشت کھانا بھی حرام ہے۔

ارشاد رسولؐ ہے۔ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الْجَلَّالَةِ، وَأَلْبَانِهَا[۲۵]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گندگی خور جانور کے گوشت اور دودھ کے استعمال سے منع فرمایا۔

اضطراری حالت:

بامر مجبوری اور حالت اضطرار میں حرام جانور کا گوشت بقدر ضرورت استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ: اس نے تو تمہارے لیے بس مردار جانور، خون اور سور حرام کیا ہے، نیز وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو ہاں اگر کوئی شخص انتہائی مجبوری کی حالت میں ہو(اور ان چیزوں میں سے کچھ کھالے) جبکہ اس کا مقصد نہ لذت حاصل کرنا ہو اور نہ وہ(ضرورت کی) حد سے آگے بڑھے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ یقینا اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔[۲۶]

حلال جانور اور جدید سائنس:

سائنس جب اپنی تحقیق کی انتہا پر پہنچتی ہے۔ تو اسلام کی سچائی نمودار ہوتی ہے۔ ہماری زندگی میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ ان میں ایک مثال حلال جانور کا یہ سائنسی مطالعہ بھی شامل ہے۔

حدیث میں رسول خدا نے ہمیں ذی ناب (چیر پھاڑ کرنے والے درندوں اور ذی مخلب) پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں (کے کھانے سے ہمیں منع کیا ہے۔[۲۷]

ماہرین خوراک نے انکشاف کیا ہے کہ جس مزاج اور اور عادت والے جانور کا گوشت کھایا جائے گا۔ کھانے والے کے اندر بھی وہی مزاج تشکیل پائے گا۔ فور ایسی عادات کی طرف میلان بڑھے گا۔ جو اس جانور میں پائی جاتی ہے جس کا گوشت استعمال کیا گیا ہے۔

"ان (درندوں) کا گوشت کھانے والے انسانوں میں بھی بہیت و خونریزی اور قہر و دہشت کے میلانات پیدا ہو سکتے ہیں۔ کرہ ارض کے جنگلی خطوں میں ہمہ خوری کا ماحول بنایا جاتا ہے۔ وہاں کے باسیوں میں بہت واضح طور پر پر خونخواری اور سفاکی کے مظاہر بھی پائے جاتے ہیں۔"[۲۸]

"جلالہ جانور (گندگی خور جانور) کے گوشت و دودھ اسلام میں حرام ہے۔"[۲۹]

لیکن مغرب میں جانوروں کی قربانی کرنے کے لیے گندگی پر مبنی چارہ تیار کیا جاتا ہے اور جانوروں کو کھلایا جاتا ہے۔ ۱۹۸۴ء میں مغرب میں سیڈ کاؤ بیماری کا ظہور ہوا اور اسی طرح برطانیہ و فرانس میں یورپ کے کئی ملکوں منہ کھر کا مرض پھیلا ہے اور اسی طرح برڈفلو کے امراض بھی عام ہے۔

"ان امراض و بیماریوں کی جب تشخیص کی گئی ہے تو اسکا تباہ حلال جانور کی خوراک ہے۔"[۳۰]

جانوروں کے حقوق:

جانوروں کے ساتھ حسن سلوک

رسول اللہ ﷺ کا گزارا ایک اونٹ کے پاس ہوا جس کی پیٹ اس کے پیٹ سے مل گئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالی سے ڈرو۔ ان پر اچھی حالت میں سوار ہو۔ اور اچھی حالت میں انہیں چھوڑو۔[۳۱]

جانوروں پر رحم کرنا باعث مغفرت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی راستے میں کہیں جا رہا تھا۔ اسے بہت زیادہ پیاس لگی۔ بالآخر انہیں ایک کنواں ملا۔ وہ اس میں اتر گیا اور پانی پیا۔ جب باہر نکلا تو ایک کتا پیاس کی وجہ سے بھیگی مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس نے سوچا۔ اس

کتے کو میری طرح پیاس نے پریشان کیا ہے وہ فوراً کنویں میں اترا۔ اپنے موزے میں پانی بھر کر منہ میں تھامے باہر آیا اور کتے کو پلایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے اس عمل کی قدر کی اور اس شخص کی مغفرت فرما دی لوگوں نے پوچھا۔ کیا چوپایوں پر رحم کرنے پر ثواب ملتا ہے۔[۳۲]

رسول اللہ ﷺ کا اونٹ کو حق دلانا:

وعن يعلى بن مرة الثقفي قال ثلاثة أشياء رأيتها من رسول الله صلى الله عليه و سلم بينا نحن نسير معه إذ مررنا ببعير يسنى عليه فلما رآه البعير جرجر فوضع جرانه فوقف عليه النبي صلى الله عليه و سلم فقال أين صاحب هذا البعير فجاءه فقال بعنيه فقال بل نهبه لك يا رسول الله وإنه لأهل بيت ما لهم معيشة غيره قال أما إذ ذكرت هذا من أمره فإنه شكا كثرة العمل وقلة العلف فأحسنوا إليه[۳۳]

یعلی ابن مرہ ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے ایک ہی سفر میں (رسول کریم ﷺ) کے معجزات میں (سے تین چیزیں دیکھیں، وہ اس طرح کے ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے کہ ناگہاں آب کش (پانی کھینچنے والے) اونٹ کے پاس سے گزرے اس اونٹ نے جب آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو بڑ بڑ کر کے اپنی گردن (زمین پر رکھ دی) نبی کریم ﷺ اس کے پاس ٹھہر گئے اور پوچھا کہ اس اونٹ کا مالک کہاں ہے ؟ مالک حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا یہ اونٹ میرے ہاتھ بیچ دو ! اس نے عرض کیا یار سول اللہ ! میں اس اونٹ کو بیچ تو نہیں سکتا ہاں آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کے احترام میں (اس کو آپ ﷺ کی خدمت میں) بلا قیمت نذر کرتا ہوں، ویسے) یہ عرض کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں دیکھتا کہ (یہ اونٹ ایسے گھر والوں کا ہے) یعنی میرا اور میرے اہل و عیال کا (کہ جن کا ذریعہ معاش اس اونٹ کے علاوہ کچھ نہیں ہے آپ ﷺ نے یہ سن کر، فرمایا جب کہ تم نے اونٹ کے بارے میں حقیقت حال بیان کر دی ہے تو) میں بھی تمہیں یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ میں اپنی ضرورت کے لیے اس اونٹ کو

خریدنا نہیں چاہتا تھا، بلکہ اصل مقصد اس اونٹ کو تنگی اور مصیبت سے نجات دلانا تھا کیونکہ (اس اونٹ نے درحقیقت مجھ سے شکوہ کیا ہے کہ اس سے کام زیادہ لیا جاتا ہے اور کھانے کو کم دیا جاتا ہے، پس اگر تم اس اونٹ کو بیچ کر اپنے سے جدا نہیں کرسکتے تو یہ تو کرسکتے ہو کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو) یعنی اس کو گھاس دانہ خوب دو اور کام کم لو اگرچہ زیادہ کھلا کر زیادہ کام لینا جائز ہے یا اگر چارہ زیادہ دینے کی استطاعت نہیں ہے تو کام بھی کم لینا چاہئے لیکن یہ ظلم کی بات ہے کہ کھلاؤ کم اور کام زیادہ لو۔

بلاضرورت سواری کے جانور پر بیٹھنا منع ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اپنے سواری کے جانوروں کو منبر (کرسی یا اسٹیج) مت بٹھاؤ، اللہ تعالی نے وہ اس لیے تمہارے تابع کیا ہے تاکہ وہ تمہیں وہاں پہنچا دیں۔ جو جہاں تمہارے لیے چلنا مشکل ہو۔[۳۳]

بھیڑ بکریاں پالنا باعث برکت ہے:

اُم ہانیؓ روایت کرتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا بھیڑ بکریوں میں سے کچھ ہے پالنے کے لیے ؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ تو جواب دیا کہ اس کے پالنے میں برکت ہے۔[۳۴]

بھیڑ، بکریاں، اونٹ اور بیل وغیر ہ جیسے جانوروں کی بدولت آج بھی کروڑوں انسانوں کے چو لھے چل رہیے ہیں کا روبا ر اور تجا رت کی ایک دنیا ان جانوروں سے وابسطہ ہے، خصو صا بقرہ عید کے مو قع پرپوری دنیا میں ان جا نوروں کی بدولت معیشت کا پیشہ گھومنے لگتا ہے، جسکی بدولت غرباء اور مسکینوں کو روٹی میسر آجاتی ہے اللہ کے رسول ﷺ نے بکریوں کے علاوہ گھوڑوں اور انٹوں کو بھی باعث خیر وبرکت قرار دیا ہے۔

جانوروں کو تکلیف دینے کی ممانعت:

كنّا معَ رسولِ اللهِ في سفَرٍ فانطلقَ لحاجتِهِ فرأينا حُمَّرةً معَها فرخانِ فأخَذنا فرخَيها فجاءت تعرِشُ فجاءَ النَّبيُّ فقالَ: مَن فجعَ هذِهِ بولدِها ؟ ردُّوا ولدَها إليها[۳۵]

ابو مسعودؓ کے والد کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ اپنی کسی ضرورت کے لیے) دور بیابان (میں تشریف لے گئے ہیں اور اسی دوران ہم نے چھوٹی چڑیا دیکھی۔ جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ ہم نے ان کے دونوں بچوں کو پکڑ لیا۔ تو چڑیا اپنے پروں کو کھول کر ان بچوں کے اوپر منڈلانے لگی۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ اس پرندے کو اپنے بچوں کی وجہ سے کس سے دکھ پہنچایا ہے۔ اس کے بچے اس سے واپس کردو۔

جانوروں کو آپس میں لڑانے کی ممانعت:

وعن ابن عباس قال: نهى رسول الله صلى الله عليه و سلم عن التحريش بين البهائم [۳۶]

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے جانوروں کو ایک دوسرے پر ابھارنے (یعنی ان کو آپس میں لڑانے سے) منع فرمایا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

سفر میں جانور کی رعایت کرنے کا حکم:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنْ الْأَرْضِ وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَبَادِرُوا بِهَا نِقْيَهَا وَإِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيقَ فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَأْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ [۳۷]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم سبزہ والی زمین میں سفر کرو تو اونٹوں کو ان کا حصہ دو اور جب تم خشک سالی میں سفر کرو تو جلدی جلدی چلو اونٹوں کے کمزور ہوجانے کی وجہ سے اور جب تم رات کے اخیر میں پڑاؤ ڈالو تو راستہ سے ہٹ کر رکو کیونکہ وہ رات کے وقت جانوروں کے راستے اور کیڑوں مکوڑوں کے ٹھہرنے کی جگہ ہوتی ہے۔

سواری کے جانور کا حق:

وعن أنس قال: كنا إذا نزلنا منزلا لا نسبح حتى نحل الرحال [۳۸]

ترجمہ: حضرت انس کہتے ہیں کہ جب ہم (دوران سفر یا سفر کے بعد) کسی منزل اترتے تو اس وقت تک نفل نہ پڑھتے تھے جب کہ جانوروں پر سے سامان نہ کھول لیا جاتا۔

جانوروں پر نشانہ بازی کی مشق کرنے کی ممانعت:

رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی جو جاندار کو نشانہ بنائے۔[۳۹]

پانچ قسم کے جانوروں کے قتل کی دائمی ممانعت:

رسول اللہ نے چار قسم کے جانوروں کی قتل منع فرمائی۔ جس میں چونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور طوطا۔[۴۰]

اور ایک روایت میں آپ ﷺ نے ایک طبیب کو دوائی میں مینڈک ملانے سے منع کیا۔ اور مینڈک کے قتل کو منع فرمایا۔

فنہاہ النبی ﷺ عَنْ قَتْلَهَا

مندرجہ بالا جانور بے ضرر ہیں اور کمزور بھی۔ غالبا اسی لیے اس کی قتل کی ممانعت ہے۔

موذی جانوروں کے قتل کا حکم:

عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

پانچ جانور فاسق (پریشان کرنے والے) ہے۔انہیں حرم میں بھی قتل کر دیا جائے۔

چوہیا، بچھو، چیل، کوا اور کاٹنے والا کتا۔[۴۱]

سانپ کو قتل کرنے کا حکم:

اسی طرح سانپ کو قتل کرنے کا حکم بھی دیا ہے،

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ سانپوں کو قتل کر ڈالو اور جو شخص انتقام سے ڈر جائے وہ ہم میں سے نہیں[۴۲]

عرب لوگوں کے ہاں یہ خوف اور وہم تھا کہ اگر ایک سانپ کو قتل کر دیا تو اس کی جوڑی اگر بدلہ لے گی۔ آپؐ نے ان کے خوف اور وہم کو ختم کرکے اس موذی جانور سے لڑنے کا اعلان کر دیا۔

بلاضرورت کتا پالنا ممنوع ہے:

عبداللہ بن عمر (رض) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شکاری، یا جانوروں کی رکھوالی کرنے والے کتوں کے سوا باقی کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا[۴۳]

بلا ضرورت کتا پالنا باعث نقصان ہے:

ابو ہریرہ (رض) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی ایسے کتے کو پالا جو نہ تو شکاری ہو نہ جانوروں کی نگرانی کے لیے ہو اور نہ ہی زمین (کھیتی) کی رکھوالی کے لیے، تو روزانہ اس کا اجر دو قیراط کم ہو گا[(۴۴)]

ما من انسان قتل عصفورا فما فوقها بغیر حقها الا ساله الله عنه[(۴۵)]

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے چڑیا یا اس سے چھوٹے یا بڑے کسی جانور کو ناحق قتل کیا، تو اللہ تعالی باز پرس کرے گا۔

پوچھا گیا۔ اس (چڑیا وغیرہ) کا کیا حق ہے آپؐ نے فرمایا، کہ اسے ذبح کر کے کھا لیا جائے۔ اور سر کاٹنے کے بعد اسے یوں ہی پھینک نہ دیا جائے۔ صاحب مظاہر حق اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

اگر قادر مطلق نے انسان کو طاقت و قوت عطاء کر کے حیوانات پر تسلط و اختیار عطا کیا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان اپنی اس طاقت اور اپنے اختیار کے بل پر محض اپنا شوق پورا کرنے کے لیے یا محض تفریح طبع کی خاطر بے زبان جانوروں کو اپنا تختہ مشق بنائے، اور ان کی جانوں کو کھلونا بنا کر ان کو ناحق مارتا ہے۔

ابن ملکؒ کہتے ہیں۔ کہ اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی جانور کو کھانے کے مقصد کے علاوہ ذبح کرنا یا کسی اور طرح اس کی جان مارنا مکروہ ہے۔

"لیکن دوسرے علماء لکھتے ہیں، کہ یہ کراہیت بھی تحریمی ہے۔"[(۴۶)]

مراجع و حواشی

۱۔ (الحج۔۲۲ : ۸۷)
۲۔ بخاری۔ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم۔ (۱۲شوال ۱۹۴ھ۔۲۵۶ھ) رقم الحدیث:۱۰
۳۔ (الاسراء۔۱۷: ۷۰)
۴۔ (التین۔۹۵ : ۴)
۵۔ (البقرۃ۔۲ : ۳۰)
۶۔ (الانفال۔۸ : ۱۷۹)
۷۔ (الذاریات۔۵۱ : ۸۶)
۸۔ (النحل۔۱۶ : ۵)
۹۔ (الانعام۔۶ : ۱۳۸)
۱۰۔ (الانعام۔۶ : ۱۰۳)
۱۱۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، لاہور، ترجمان القرآن ۱۹۷۹ء، ص۔ ۹، ۵ جلد اول۔
۱۲۔ (التوبۃ۔۹ : ۳۱)
۱۳۔ (النحل۔۱۶ : ۱۱۶)
۱۴۔ القرضاوی، یوسف، اسلام میں حلال و حرام، اسلامی پبلیکیشرز، لاہور، ص ۳۲، ۳۱، ۳۰
۱۵۔ (البقرۃ۔۲ : ۱۶۸)
۱۶۔ (الاعراف۔۷ : ۱۵۷)

۱۷۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، لاہور، ترجمان القرآن ۱۹۷۹ء، ج: اول ص: ۲۲۱
۱۸۔ المائدۃ۔۵ : ۴
۱۹۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، لاہور، ترجمان القرآن ۱۹۷۹ء، ج :اول ص :۴۴۵
۲۰۔ ترمذی، محمد عیسیٰ بن یزید، (۲۷۹ھ۔۲۰۹ھ) رقم الحدیث: ۱۷۹۲
۲۱۔ (المائدۃ۔۵: ۳)　　　　۲۲۔ (البقرۃ۔۲: ۱۶۸)
۲۳۔ لاہوری، عمران ایوب، فقہ الحدیث، قرآن وحدیث پبلشرز، لاہور ۲۰۰۰ء، ج دوئم ص:۲۲۷
۲۴۔ بخاری۔ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم۔ (۱۲شوال ۱۹۴ھ۔۲۵۶ھ) کتاب الذبائح، رقم الحدیث: ۵۵۳۰، (مسلم:۴۹۸۸)
۲۵۔ (ابوداؤد باب الاطعمہ)　　　　۲۶۔ (البقرۃ۔۲: ۱۷۳)
۲۷۔ بخاری۔ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم۔ (۱۲شوال ۱۹۴ھ۔۲۵۶ھ)، رقم الحدیث: ۵۵۳۰
۲۸۔ ہاشمی عبد الحق، مولانا، حدیث نبوی اور سائنسی علوم، ادارہ معارف اسلامی کراچی، ۲۰۱۲ء، ص ۳۶،۳۵، بحوالہ الاعجاز العلمی فی الاسلام ص ۸۳۔۸۲
۲۹۔ ترمذی، محمد عیسیٰ بن یزید، (۲۷۹ھ۔۲۰۹ھ) رقم الحدیث: ۱۹۰۳
۳۰۔ ہاشمی عبد الحق، مولانا، حدیث نبوی اور سائنسی علوم، ادارہ معارف اسلامی کراچی، ۲۰۱۲ء ص ۲۳۱۔۲۳۲، بحوالہ الطب الوقائی النبوی، ڈاکٹر محمد قاسم ص ۵
۳۱۔ خزیمہ، ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ بن صالح بن بکر السلمی النیساپوری، المتوفی، ۳۱۱ھ ص ۱۲۱۵
۳۲۔ بخاری۔ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم۔ (۱۲شوال ۱۹۴ھ۔۲۵۶ھ)، رقم الحدیث: ۵۸۵۳
۳۳۔ خطیب، تبریزی، محمد بن عبد اللہ، مشکوٰۃ، دار الاشاعت کراچی، رقم الحدیث: ۵۸۵۰۳۴
۳۴۔ الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب بن قاسم، الطبرانیا المعجم الکبیر، مکتبة العلوم والحکم - الموصلالطبعة الثانية، 1404 - 1983 تحقيق : حمدي بن عبدالمجيد السلفي، عدد الأجزاء : 20427
۳۵۔ السجتانی، ابوداؤد سلیمان بن الاشعت، سنن ابی داؤد رقم الحدیث : ۵۲۷۰
۳۶۔ ترمذی، محمد عیسیٰ بن یزید، (۲۷۹ھ۔۲۰۹ھ) رقم الحدیث: ۱۷۰۸
۳۷۔ مسلم شریف، ابو الحسن مسلم بن حجاج بن مسلم، ولادت ۲۰۴ھ، وفات ۲۶۱ھ، رقم الحدیث: ۴۹۵۴
۳۸۔ خطیب، تبریزی، محمد بن عبد اللہ، مشکوٰۃ، دار الاشاعت کراچی، رقم الحدیث:۳۸۳۳
۳۹۔ بخاری۔ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم۔ (۱۲شوال ۱۹۴ھ۔۲۵۶ھ)، رقم الحدیث: ۳۹۷۹
۴۰۔ لاہوری، عمران ایوب، فقہ الحدیث، قرآن وحدیث پبلشرز، لاہور ۲۰۰۰ء، ص ۴۰۲ رقم الحدیث:؟؟
۴۱۔ بخاری۔ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم۔ (۱۲شوال ۱۹۴ھ۔۲۵۶ھ)، رقم الحدیث: ۱۸۲۹
۴۲۔ السجتانی، ابوداؤد سلیمان بن الاشعت، سنن ابی داؤد رقم الحدیث : ۵۲۵۱
۴۳۔ نسائی، ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعب بن علی، ولادت ۲۱۵ھ، وفات ۳۰۳ھ رقم الحدیث:۵۸۸
۴۴۔ نسائی، ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعب بن علی، ولادت ۲۱۵ھ، وفات ۳۰۳ھ رقم الحدیث:۵۹۹
۴۵۔ نسائی، ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعب بن علی، ولادت ۲۱۵ھ، وفات ۳۰۳ھ رقم الحدیث: ۴۵۷
۴۶۔ دہلوی، محمد قطب خان، مظاہر حق، دار الاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء، ج ۴ / ۴۴
★ آیتوں کا ترجمہ آسان ترجمہ قرآن مفتی محمد تقی عثمانی صاحب سے لیا گیا ہے۔